Open Access

Al-Irfan *(Research Journal of Islamic Studies)*

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore
ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*
Volume 08, Issue 15, January-June2023,
Email: alirfan@mul.edu.pk

تفسیر شعراوی کا منہج واسلوب

Methodology Of "Tafsir al-Sha'ravi"

Muhammad Ilyas Azmi
PhD scholar, Department Of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore
ilyasaazmi.786@gmail.com
Dr. Shamsur Rahman Shams
Assistant Professor, Department Of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore

ABSTRACT

The holy Quran is the eternal charter of guidance and code of conduct for the people So man should pay attention to the holy Qura'an and understand its teachings through the path of the companions of Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H), who were the eye witness of the revelation of Qura'an and we're successful in life practicing upon the Doctrine of Qura'an.

Since then, a successful group has been there who not only tries to comprehend Qura'an but struggled to explain the true meanings of Qura'an to their fellow beings. One of these strives is the "Tafsir al-Sha'ravi". It counts in golden chain of tafasir and written by "Sh. Mohammad Metwalli al- Sha'ravi". The common Muslims in general and the Muslim youth in particular must be well aware of the comprehensive methodology of the interpreter.In this article the important and distinctive features of "Tafsir al-Sha'ravi" have been described analytically.

Keywords:

Quranic Interpretation,"Sh. Mohammad Metwalli al- Sha'ravi", eternal charter of guidance, golden chain of tafasir, companions of Holy Prophet Muhammad.

https://doi.org/10.58932/MULB0003

تمہید:

اللہ رب العزت نے تخلیقِ آدم کے بعد جب اُنہیں زمین پر اتارا تو ذُریتِ آدم کی پیدائش کا مقصد اپنی عبادت کو قرار دیا اور اس مقصد کے حصول کے لیے اپنے انبیاء ورسل کو کتب و شرائع دے کر انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے مبعوث کیا۔ تمام انبیاءِ کرام اپنے اپنے ادوار میں دعوت و اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ حضرت سیدنا محمد مصطفٰی ﷺ کو قرآن مجید کی صورت میں آخری آسمانی ہدایت کا صحیفہ عطا کر کے اس سلسلہ کو ختم کر دیا گیا اور دنیائے انساں کو قیامت تک قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کا پابند کر دیا گیا۔ چنانچہ قرآنی احکام و مضامین دنیائے انسان کے ہر طبقے تک پہنچانے کے لیے نزولِ قرآن سے لے کر عصرِ حاضر تک کلامِ الٰہی کے تراجم و تفاسیر کا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے تاکہ ہر دور اور ہر طبقے کا انسان اس سے راہنمائی حاصل کر کے اس کے احکامات کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکے۔

یہ تفسیری سلسلہ دنیا کی مختلف زبانوں پر مشتمل ہے۔ تفسیر الشعراوی ماضی قریب کے ایک مشہور ولی، مفکرِ قرآن اور معروف عالمِ دین ''الشیخ محمد متولی الشعراوی'' کی فہمِ قرآن کے حوالے سے ایک گراں قدر علمی کاوش ہے۔ اس کتاب کا منہجِ تفسیر، اُسلوبِ بیان اور موجودہ اخلاقی عصری تناظر میں اس تفسیر کی علمی و عملی افادیت کی وضاحت اس مقالہ کا موضوع ہے۔

تعارفِ مؤلف

تفسیر الشعراوی کے مؤلف ''شیخ محمد متولی الشعراوی'' مصر کی مردم خیز سر زمین کے مشہور ضلع ''الدقهلية'' کی بستی ''دقادوس'' میں ۱۵ اپریل ۱۹۱۱ء کو سادات کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔(1)

آپ کا نسب والدین کی طرف سے حضرت امام حسین بن علی □ تک منتہٰی ہوتا ہے۔(2)

خاندانی روایت کے مطابق شیخ محمد متولی نے صرف ۱۱ سال کی عمر میں ۱۹۲۲ء میں قرآن مجید حفظ کر کے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ پھر گھر کے دینی وروحانی ماحول میں پرورش پاتے ہوئے اور زقازیق (Zagazig) کے سکول میں داخلہ لے کر عصری تعلیم کے میدان میں قدم رکھا۔ شیخ متولی بچپن ہی سے انتہائی قابل ذہین و فطین تھے۔ چنانچہ وہ زقازیق کی ادبی تنظیم کے صدر منتخب کئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے سکول اور کالج کی تعلیم مکمل کر کے آپ کو مصر اور عالمِ اسلام کی مشہور یونیورسٹی ''الأزهر الشريف'' میں داخل کروا دیا گیا، جہاں آپ نے اپنے زمانہ کے بلند پایہ علماء اور نامور اساتذہ سے اکتسابِ فیض کرتے ہوئے اپنے تعلیمی سفر کو مکمل کیا۔

---

(1) معجم البلدان، ياقوت الحموي، دار الفكر، بيروت، ج:2، ص:522.

(2) الشعراوي من القرية إلي العالمية، محمد محجوب محمد حسن، مكتبة التراث الإسلامي، ص/9، الشعراوي يبوح بأسراره مع اليدة زينب والحسين، ص/6.

تعلیمی مراحل کی تکمیل کے بعد عملی زندگی کا آغاز ''طنطہ'' کے سکول میں تدریس سے کیا۔ پھر ۱۹۵۱ء میں مکہ مکرمہ کے ایک کالج میں تفسیر و حدیث کے استاد مقرر ہوئے۔ وہاں دس سال کے عرصہ میں خدمات سرانجام دینے کے بعد ۱۹۶۰ء میں آپ کو واپس بلا لیا گیا۔ پھر اپنی مادرِ علمی میں مختلف مناصب اور عہدوں پر فائز ہو کر علمی و تدریسی اور قومی و ملی خدمات کا فریضہ نبھاتے رہے۔

۱۹۶۱ء میں مصر کی ''وزارت الأوقاف المصرية'' میں بطور ایڈمن آفیسر دعوتِ اسلامیہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں علومِ عربیہ کے مُفتِّش (انسپکٹر) بنائے گئے۔ ۱۹۶۴ء میں شیخ الأزہر کے دفتر میں بطور ایڈمن تعینات کیے گئے۔ ۱۹۷۰ء میں جامعۃ الملک عبد العزیز مکۃ المکرمۃ میں بطور پروفیسر مقرر کئے گئے اور بعد ازاں ''دراسة عليا'' کے رئیس کے عہدے پر بھی فائز رہے۔

۱۹۷۳ء میں شیخ محمد متولی عالمی مبلغ کے طور پر معروف ہوئے اور ریڈیو قاہرہ پر ''احمد فراج'' کے پروگرام ''نور على نور'' بطورِ مہمان مقرر ہوئے اور دس سال تک قرآن مجید کی تفسیر دروس کی صورت میں بیان کرتے رہے۔ ان دروس کی شہرت تھوڑے ہی عرصہ میں مصر کی حدود سے باہر تک پھیل گئی، جس کے باعث شیخ کو عالمگیر شہرت حاصل ہونے لگی۔ حکومتِ مصر نے آپ کو علمی صلاحیت و مہارت میں غیر معمولی شہرت کی بناء پر ۱۹۷۶ء میں وزیرِ اوقاف کے عہدے سے نوازا۔ چنانچہ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دینی و علمی اور قومی و ملی طور پر نمایاں خدمات سرانجام دینے اور اپنی بڑھتی ہوئی علمی و فکری اور روحانی مصروفیات کے باعث اکتوبر ۱۹۷۸ء میں منصبِ وزارت سے استعفٰی دے دیا اور خود کو ہمہ وقت علمی و روحانی خدمات کے لیے وقف کر دیا۔

۱۹۸۰ء میں آپ کی دینی و علمی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ مصر کی طرف سے آپ کو ''مجمع البحوث الإسلامية'' کا رکن مقرر کیا گیا۔ ۱۹۸۳ء میں ''جامعة الأزهر الشريف'' کی تاسیس کے دو ہزار سال مکمل ہونے پر آپ کو تمغۂ علوم و فنون سے بھی نوازا گیا۔ اِن علمی خدمات کے علاوہ شیخ متولی نے امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، جرمنی، فرانس، روم اور اٹلی کے دورے کرتے ہوئے اپنے دروس میں اسلام پر مستشرقین کے اعتراضات کے مُسکِت جوابات دیئے اور اِس کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشیات و مالیات کے موضوعات پر بھی فکری خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تعلیماتِ اسلامی کو عوام الناس کے سامنے بھرپور انداز میں پیش کیا۔

مذکورہ علمی و قومی خدمات کے علاوہ شیخ محمد متولی نے مختلف علوم و فنون جیسے: تفسیر، حدیث، فقہ، عقیدہ، تصوف، علوم القرآن، اعجاز القرآن، سیرت، عبادات و معاملات سے متعلق ساٹھ (۶۰) سے زائد علمی و تحقیقی کتب بطورِ یادگار چھوڑی ہیں۔ قرآنیات کے موضوع پر آپ کی چند کتب کے نام ملاحظہ ہوں:

۱۔ تفسیر الشعراوی (۲۲ مجلدات) ۲۔ معجزۃ القرآن (۱۱ مجلدات)

۳۔المختار من تفسیر القرآن الکریم (۳مجلدات) ۴۔ تفسیر سورۃ القارعۃ وا لتکاثر
۵۔ أسرار بسم اللہ الرحمن الرحیم ۶۔ فی رحاب الھدی القرآن ۷۔ تشابہ القرآن
۸۔ تفسیر سورۃ النساء ۹۔الأمثال فی القرآن ۱۰۔ مع القرآن وقصصہ
۱۱۔الجھاد فی القرآن الکریم ۱۲۔ نظرات فی القرآن ۱۳۔الإسراء والمعراج

ان کتب کے علاوہ علمِ فقہ، علم الکلام، اور سیرت کے موضوعات پر بھی آپ کی کتب شائقینِ علم کو دعوتِ مطالعہ دے رہی ہیں۔

شیخ محمد متولی کی علمی فضیلت اور بلند مرتبہ کو جاننے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ کی علمی تحقیقات کو تحسین کی نظر سے دیکھتے اور سپاسِ عقیدت پیش کرتے نامور معاصر اہلِ علم میں درج ذیل شخصیات شامل ہیں:

(1)دکتور یوسف الکنانی (2)دکتور نادیۃ عمارۃ (3) دکتور اسماعیل الدفتار-أستاذ علوم الحدیث بالأزھر الشریف (4)دکتور محمد الراوی- أستاذ التفسیر بجامعۃ محمد بن سعود
(5)دکتور سعد ظلام- عمید کلیۃ اللغۃ العربیۃ بالقاھرۃ (6)دکتور عبد اللطیف بیومی - عمید کلیۃ أصول الدین بالقاھرۃ (7)دکتور محمد رجب بیومی (8)دکتور احمد الطیب- عمید کلیۃ الدراسات الإسلامیۃ بأسوان
(9)دکتور احمد عمر ھاشم-رئیس جامعۃ الأزھر الشریف (10)دکتور احمد کمال ابوالمجد
(11)الإمام الأکبر الشیخ احمد الطیب (شیخ الأزھر الشریف)

علومِ قرآنی کا یہ مبلغ اور دعوت إلی اللہ کا مخلص داعی نصف صدی سے زائد عرصہ تک قرآنی خدمات سرانجام دیتے ہوئے ۱۹ذی الحجۃ ۱۴۱۸ھ/۱۷جون ۱۹۹۸ء میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

تفسیر الشعراوی کا تعارف

یہ تفسیر قرآن مجید کی پہلی اور مکمل صوتی تفسیر ہے، جس کا آغاز فاضل مفسر نے معاشرتی اصلاح کے لیے دروسِ قرآن کی صورت میں کیا تھا۔ پھر دانشوروں، علماء اور مختلف طبقاتِ زندگی میں ان دروس کی مقبولیت اور لوگوں کی تعلیماتِ قرآن سے آگاہی کے شوق اور دلچسپی کو دیکھتے ہوئے ایک طرف مدرس و مفسر شیخ محمد متولی نے لوگوں کی دینی تربیت اور اخلاقی اصلاح کے لیے اس سلسلۂ رشد وہدایت کو جاری رکھا تو دوسری طرف مصر کے الیکٹرونک میڈیا(T.V) نے بھی اس کو براہِ راست نشر کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی پرنٹ میڈیا بالخصوص قاھرہ کے مشہور روزنامہ ''أخبار الیوم'' نے بھی شیخ متولی کے اِن دروس کو کیسٹ سے سینۂ قرطاس پر منتقل کرتے ہوئے اور تقریر کو تحریر کا جامہ پہناتے ہوئے دروسِ قرآنی کو روزانہ کی بنیاد پر شائع کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح شیخ کے قرآنی افکار تقریری اور تحریری دونوں

صورتوں میں عوام الناس اور طالبانِ علم تک پہنچ کر سب کو متاثر کرنے لگے۔ بعدازاں کیسٹس سے نقل شدہ اور اخبار الیوم میں مطبوعہ تفسیر کو ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے قواعدِ انشاء واِملاء اور بالخصوص قرآن وحدیث کے حوالہ جات کی تخریج کے ساتھ کتابی صورت میں جمع کیا، جسے ''أخبار اليوم قطاع الثقافة'' نے بائیس(۲۲) مجلدات میں شائع کیا۔اب تک اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

قرآنِ مجید عربی زبان وادب کا ایسا بے نظیر و بے مثال اور شاہکار نمونہ ہے کہ جب عربی زبان کی لطافت کے ذوق سے آشنا کوئی بھی شخص قرآن کی لطافت کی وسعتوں میں تیراکی کرتے ہوئے قرآنِ مجید کے معانی ومفاہیم کے اسرار و رموز کی حدود کو چھونے کی کوشش کرتا ہے تو وہ شخص ورطۂ حیرت میں ڈوب کر اپنی کم مائیگی کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ امام محمد متولی الشعراوی کی تفسیر کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری کا قرآنِ کریم کے مطالب، معانی، مفاہیم، معارف، مضامین کی وسعت و گہرائی کا تاثر مزید گہرا ہو جاتا ہے۔ شیخ شعراوی کی اس تفسیر میں مطالبِ قرآنی کی وضاحت کے لیے فاضل مفسر کے اُسلوبِ بیان، طریقِ استدلال کے درج ذیل اہم نکات اور پہلو نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں:

- متنِ قرآن میں تدبر و تفکر کرتے ہوئے اس میں روزمرہ کی معاشرتی زندگی سے متعلق پہلوؤں کو نمایاں طور پر بیان کرنا۔
- قرآنِ مجید کے بلاغی وادبی محاسن اور وجوہِ اعجاز کو سامنے لانا۔
- مفرداتِ قرآن کے معانی کی تعیین اور مفاہیم کی وضاحت کے لیے عربی لغت، آیت کے سیاق وسباق اور قرآن مجید میں اسی لفظ کے دیگر مقامات پر استعمال کی روشنی میں زیرِ تفسیر آیت کے مفہوم کا تعیّن کرنا۔
- تفسیر کرتے ہوئے بطورِ سند اور تائید مفسرین کے اُن اقوال کو قبول کرنا جو متنِ قرآن کے مقتضاء پر پورے اترتے ہوں۔
- تاویلاتِ باطلہ اور اسرائیلی روایات سے کلیۃً اجتناب کرنا۔
- قرآنی مطالب کی تقسیم اور فہمِ قرآنی کی تسہیل کے لیے آیاتِ کریمہ کے شانِ نزول اور نزولی پسِ منظر سے واقف ہونا۔

مذکورہ بالا نکات کے علاوہ تفسیر الشعراوی کی متعدد ایسی خصوصیات بھی ہیں کہ جن کے باعث فاضل مفسر شیخ الشعراوی کے کثیر معاصرین، جن میں تفسیر اور دیگر علومِ قرآن میں کمال مہارت رکھنے والے ماہرین کی کثیر تعداد شامل ہے، انہوں نے تفسیر الشعراوی کے تفوّق کا نہ صرف زبانی اقرار کیا ہے بلکہ تحریری طور پر بھی اِس تفسیر کی انفرادیت پر اپنی شہادت کو قائم کیا ہے۔

تفسیر شعراوی کا منہج واسلوب

بیسویں صدی کے آخری اور اکیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں عالم عرب خصوصا مصر میں علوم قرآن ی اشاعت کے حوالے سے ہونے والے تفسیری کام میں شیخ محمد متولی شعراوی کی "تفسیر الشعراوی "خاص اہمیت کی حامل ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ یہ جدید عربی زبان وادب کی نمائندہ تفسیر ہے۔ تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ذیل میں تفسیر الشعراوی کے منہج واسلوبِ بیان اور محاسن کو واضح کیا جاتا ہے:

امام محمد متولی الشعراوی کی تفسیر کا مطالعہ کرتے ہوئے اس کی بہت سی علمی وادبی خصوصیات نمایاں طور پر ایک قاری کے سامنے آتی ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:

مصادرِ تفسیر

شیخ شعراویؒ نے اپنی زیر نظر تفسیر میں قرآن مجید کے معانی ومطالب کو بیان کرنے اور مفاہیم کی وضاحت کرنے کے لیے درج ذیل وسائل ومصادر سے بھر پور استفادہ کیا ہے۔

تفسیر القران بالقرآن

شیخ شعراوی کے اسلوب تفسیر کا جائزہ لینے سے یہ امر واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ وہ کسی بھی آیت کی تفسیر بیان کرنے کے لیے اس میں مذکورہ احکام ومسائل پر بحث کرنے سے پہلے ان سے متعلق دیگر آیات کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں اور ان میں مذکور مشترک مضامین کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ تفسیر کا مطالعہ کرنے والا قاری خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ زیر بحث آیت کی تفسیر دوسری آیات بیان کر رہی ہے۔اس پر امتزاد شیخ شعراوی کی مختلف آیات میں مذکور معانی کی باہمی مطابقت اور انطباق کی فنی مہارت ہے۔علوم القران کے ماہرین کی اصطلاح میں اس کو تفسیر القران بالقران کہا جاتا ہے،یوں اس کی بکثرت مثالیں اس زیر نظر تفسیر میں سامنے آتی ہیں۔ ذیل میں صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۴﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہِ الخ﴾ کے تفسیری نکات کی وضاحت کے لیے درج ذیل آیات سے بھی استفادہ کیا ہے:

الانعام،۶:۹۱	الفجر،۸۹:۱۶	الطلاق،۶۵:۷	الکہف،۱۸:۵	الاسراء،۱۷:۱۵
الزمر،۳۹:۶۷	آل عمران،۳:۱۰۲	التغابن،۶۴:۱۶	البقرۃ،۲:۲۸۶	

یوں فاضل مفسر نے سورۃ حج کی ایک مختصر سی آیت کریمہ کی تفسیر میں دیگر نو آیات کو بطور استشہاد و استدلال پیش کیا ہے۔جوان کی قرآنی بصیرت اور وسعت مطالعہ کی واضح دلیل ہے۔ شیخ متولی سورۃ الحج کی زیر مطالعہ آیت کی روشنی میں قدر اور مقدار پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مقدار جس طرح مادیات میں ہوتی ہے۔اسی طرح معنویات میں بھی ہوتی ہے۔ مثلا جب یہ کہا جاتا ہے: فلان کبر، تو اس کا معنی ہے فلان شب، کہ فلاں جوان ہو گیا تو یہ مادی زیادتی ہے اور معنویات میں مقدار کی زیادتی مثلا کبر سے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم(1) میں کبر یعنی عظمت۔

اللہ تعالی مادہ نہیں بلکہ وہ فوق المادہ ہے تو پھر اللہ تعالی حق میں قدر اللہ کا معنی ہے صفات کمال میں اس کی عظمت کو انہوں نے نہیں پہچانا، جس طرح اللہ تعالی کی تعظیم کا حق تھا۔ تو وہ انہوں نے ادا نہیں کیا۔"(2)

تفسیر موضوعی کی جھلک

تفسیر شعراوی اپنے اسلوب بیان سے تفسیر موضوعی سے گہری مشابہت رکھتی ہے۔ امام متولی جب کسی ایک آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو اس کے موضوع سے مطابقت اور موافقت رکھنے والی آیات کو بھی لے لیتے ہیں اور پھر ان کے درمیان پائی جانے والی معنوی و موضوعی مشارکت اور مطابقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے زیر بحث آیت کے بلاغی اسرار و رموز بیان کرتے ہیں۔ اس میں مذکور فقہی احکام، اخلاقی و تربیتی دروس اور اعتقادی پہلوؤں پر حسب ضرورت بحث کرتے ہیں اور اس کے ساتھ آیات کی ترکیب میں تقدیم و تاخیر کی حکمتوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔ یوں اس طریق بیان سے قاری کو فہم قران میں بڑی حد تک آسانی رہتی ہے۔

کی حلت و حرمت کے بارے میں سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳ میں احکام دیتے ہوئے اللہ تعالی نے مردار، خون، خنزیز کے گوشت اور اس جانور جس کو ذبح کرتے ہوئے غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، کا کھانا حرام قرار دیا ہے اور ان کے علاوہ مخصوص اسباب کی بنا پر جانوروں میں پیدا ہو جانے والے عیوب کے باعث ان کے گوشت کے کھانے سے متعلق ضابطہ بیان کیا گیا ہے جیسے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلاَّ مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُواْ بِالأَزْلاَمِ ذَلِكُمْ

---

(1)الکھف،5/18

(2)الشعراوی،ج16،ص8835

فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِن دِينِكُمْ فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلاَمَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ
فَإِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ(1)

"تم پر مردار (یعنی بغیر شرعی ذبح کے مرنے والا جانور) حرام کر دیا گیا ہے اور (بہایا ہوا) خون اور سؤر کا گوشت اور وہ (جانور) جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو اور گلا گھٹ کر مرا ہوا (جانور) اور (دھار دار آلے کے بغیر کسی چیز کی) ضرب سے مرا ہوا اور اوپر سے گر کر مرا ہوا اور (کسی جانور کے) سینگ مارنے سے مرا ہوا اور وہ (جانور) جسے درندے نے پھاڑ کھایا ہو سوائے اس کے جسے (مرنے سے پہلے) تم نے ذبح کر لیا، اور (وہ جانور بھی حرام ہے) جو باطل معبودوں کے تھانوں (یعنی بتوں کے لئے مخصوص کی گئی قربان گاہوں) پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ (بھی حرام ہے) کہ تم پانسوں (یعنی فال کے تیروں) کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرو (یا حصے تقسیم کرو)، یہ سب کام گناہ ہیں۔ آج کافر لوگ تمہارے دین (کے غالب آجانے کے باعث اپنے ناپاک ارادوں) سے مایوس ہو گئے، سو (اے مسلمانو!) تم ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرا کرو۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔ پھر اگر کوئی شخص بھوک (اور پیاس) کی شدت میں اضطراری (یعنی انتہائی مجبوری کی) حالت کو پہنچ جائے (اس شرط کے ساتھ) کہ گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو (یعنی حرام چیز گناہ کی رغبت کے باعث نہ کھائے) تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے"

مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کھانے پینے سے متعلق اکثر احکام و مسائل کو ضروری تفصیلات کے ساتھ صفحہ نمبر ۲۹۱ سے لے کر صفحہ نمبر ۳۲۴ سولہ صفحات تک ضروری تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ علاوہ بریں دیگر تین مقامات سورۃ البقرہ آیت ۱۷۳، سورۃ الانعام آیت ۱۴۵ میں بھی موقعہ کی مناسبت سے قدرے اختصار کے ساتھ ان آیات کی تفسیر بیان کی ہے تاکہ مطالعہ تفسیر کا شوق رکھنے والا قاری کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کرے اور چاروں مقامات پر ان محرمات شرعیہ سے عملی طور پر آگاہی حاصل کرے۔

---

(1)المائدۃ،3/5

متن قرآن کی مرکزیت

تفسیر نگاری کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے مشکل مقامات کی اس طرح تشریح کی جائے کہ ایک عام قاری خواہ مسلمان ہے یا غیر مسلم ہے۔اس کے ذریعہ قرآن مجید کا فہم حاصل کر سکے اور پھر اس پر عمل کر کے ایک صالح انسان بن سکے۔امام محمد متولی الشعراوی نے تفسیر قرآن کے اس بنیادی اور بڑے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دروس میں جو اسلوب اختیار کیا ہے پھر اس کو تحریر کر کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے منہج نگارش اختیار کیا ہے۔وہ بڑا ہی عمدہ، منفرد اور فکر افروز ہے۔ جس کا مطالعہ کرتے ہوئے انوار قرآنی قاری کی بصارت سے ہوتے ہوئے اس کی بصیرت تک اتر جاتے ہیں اور اس کے نہاں خانہ دل کو انوار الھیہ سے روشن کرتے چلے جاتے ہیں۔

شیخ محمد متولی الشعراوی کی تفسیر کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری کے ذہن پر جو پہلا خوشگوار تاثر قائم ہوتا ہے۔وہ یہ ہے کہ شیخ اپنے اس انداز بیان کے ذریعہ قادری کے فکر و نظر اور قلب و باطن کا براہ راست قران سے تعلق جوڑنا چاہتے ہیں اور کسی بھی جگہ سلسلہ کلام آیت قرآن سے منقطع نہیں ہوتا ذیل میں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو:

"سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۵۶ جو آیت صلوۃ ہے اس لیے کہ اس میں اہل ایمان کو نبی اکرم ﷺ پر صلوۃ و سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ شیخ امام محمد متولی الشعراوی آیت مذکور کی تفسیر سے پہلے صلوۃ و سلام کے حکم کی حکمت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> نبی اکرم ﷺ اپنی امت اہل ایمان کے لیے مبشر اور کفار کے لیے نذیر بن کر آئے ہیں۔آپ ﷺ اپنی قوم کی ہدایت کے بڑے حریص تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸ میں بیان کیا ہے۔لوگوں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ ﷺ کا قلب مبارک ہمیشہ مغموم رہتا۔جہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی قلبی کیفیت کو دیکھتے ہوئے فرمایا:(اے حبیب مکرم! کیا آپ ﷺ ان کے پیچھے شدت غم میں اپنی جان گھلادیں گے اور اگر وہ اس کلام (ربانی) پر ایمان نہ لائے۔"(1)

تفسیر القرآن بالحدیث

جمہور اہل اسلام کا متفق علیہ نظریہ ہے کہ حدیث نبوی ﷺ قرآن مجید کی شارح اور وضع احکام کے لیے قرآن مجید کے بعد دوسرا مصدر رہے۔اسلیے صدر اسلام سے ہی علماء کی یہ علمی روایت رہی ہے کہ جو آج تک قائم ہے کہ جب بھی کوئی عالم قرآن مجید کی تفسیر کرتا ہے تو وہ اپنے مقصد کو پانے کے لیے سب سے پہلے حدیث نبوی ﷺ کی طرف رجوع کرتا

(1)القلم،6/68

ہے، چنانچہ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شیخ محمد متولی شعراوی نے بھی آیات قرآنیہ کی تفسیر کے لیے بکثرت مصادر حدیث سے استشہاد واستفادہ کیاہے۔ اس طرح ہمیں تفسیر شعراوی میں تفسیر بالماثور کارنگ بھی نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے بلخصوص احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے خصوصیت کے ساتھ معاونت حاصل کی ہے۔ صرف دومثالیں ملاحظہ ہوں:

سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۷ میں اہل ایمان کو رکوع، سجدہ اور عبادت کرنے کا حکم دیا گیاہے، آیت کریمہ کی تفسیری میں فاضل مفسر نے دیگر احادیث نقل کرنے کے ساتھ ساتھ درج ذیل احادیث سے بھی استفادہ کیاہے:

العهد الذی بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر (1)

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ شیخ شعراوی کسی حدیث کو نقل کرتے ہوئے اس پر کسی قسی کی محدثانہ بحث نہیں کرتے اور کسی حدیث پر صحیح وسقیم ہونے کے اعتبار سے بھی کوئی حکم نہیں لگاتے، بلکہ اس کے مصدر کی نشاندہی بھی بہت کم کرتے ہیں۔

فقہی احکام کا استنباط

فقہی احکام پر استنباط اگرچہ شیخ شعراوی کا عمومی منہج نہیں مگر اس کے باوجود وہ بعض آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حسب موقع سے بحث آیت سے فقہی احکام کا استخراج بھی کرتے ہیں اس طرح قاری کو اس آیت میں مذکور احکام شرعی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ مثلا سورۃ القصص میں مذکورہ حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کا حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پینے کا واقعہ آیت نمبر ۲۳ تا آیت نمبر ۲۶ میں بیان کیا گیاہے ان مذکورہ آیات سے درج ذیل احکام شرعیہ پر استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ جانوروں کی سقایت اور ان کو چرانا مردوں کا کام ہے۔

۲۔ عورت بلاضرورت کسی کام کے لئے باہر نہ نکلے۔

۳۔ عورت مرد کے کسی کام کی ذمہ داری نہ اٹھائے سوائے اس کے کہ مرد اپنی ذمہ داری نبھانے سے عاجز آجائے تو اس صورت میں عورت اس کا کام کریں۔

۴۔ عورت کو کام کے سلسلہ میں اسی وقت تک باہر رہنے کی اجازت ہے جب تک اس کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔

---

(1) نسائی، السنن، ترمذی، السنن

۵۔ضرورت کے باعث کسی کام کی غرض سے باہر آنے کی صورت میں عورت مردوں سے اختلاط نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو ان سے الگ تھلگ رکھے اور مردوں سے کسی معاملہ میں الجھنے سے احتراز کرے۔

مذکورہ احکام کو بیان کرنے کے بعد شیخ لکھتے ہیں:

ولیس معنی ان الضرورة اخرجت المراة لتقوم بعمل الرجال انها اصحت مثلهم فتبیم لنفسها الاختلاف بهم(1)

ضرورت کا یہ معنی نہیں کہ جب عورت گھر سے باہر نکلی ہے تو وہ مردوں کے کے کام کرتی پھرے تاکہ وہ ان کی مثل بن جائے اور وہ ان مردوں کے ساتھ کھل مل جائے کو جائز سمجھنے لگے۔

کتب سابقہ سے استشہاد

نزول قرآن سے پہلے اللہ تعالی نے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے اپنے برگزیدہ انبیاء پر مختلف کتب جیسے تورات زبور انجیل اور مختلف تحائف اتارے مگر ان میں سے کوئی بھی کتاب اور صحیفہ اپنی اصل حالت میں محفوظ نہیں رہ سکا۔ اور زمانہ کے ساتھ ان کے ماننے والوں کی طرف سے ہزار ہاں تعریفات اور تبدیلیاں کردی گئی یہاں تک کہ آج روئے زمین پر ان کا نسخہ تک نہیں پایا جاتا بائبل کے نام سے آج تک پوری دنیا میں جو کتابیں متداول ہیں وہ اگرچہ ایجاد بندااور تعریفات کا بلند ہے مگر اس کے باوجود آج بھی ان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دین اسلام کے حوالے سے بہت سی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔جو آپ کی صداقت بین نبوت ہے۔

قرآن مجید نے اہل کتاب یہود و نصاری کا ذکر کرتے ہوئے ان کی کتب میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نبوت ورسالت کو اشارات کی صورت میں بیان کیا۔ایسے مقامات قرآنی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام متوالی محمد الشعراوی نے متداول بائبل میں شامل کتب جیسے تورات انجیل وغیرہ کے جواب سے نبوت ورسالت کے دلائل کو مروجہ اقتباسات کی مدد سے ٹھوس علمی انداز میں ثابت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ ان کتابوں میں پایا جاتا تھااور واضح استادوں کے ساتھ آج بھی بائبل میں موجود ہے۔چناچہ﴿ يَعْرِفُوْنَه كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ﴾کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"تورات اور انجیل میں اللہ تعالی نے محض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے متعلق خبر ہی نہیں دی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور کی تفاصیل اس طرح سے بیان کی ہے کہ جن سے آپ کا سراپا مبارکہ بالکل واضح

---

(1)ایضا،ج17،ص10905

بعد دیکھنے والوں کو کوئی التباس اور شک نہیں رہتا تھا کہ آپ وہی اللہ کے رسول ہیں جن کا سراپا اور اوصاف اور کمالات تورات وانجیل میں بیان کیے گئے ہیں۔اس لئے فرمایا کہ وہ اہل کتاب آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔"(1)

یہی نہیں بلکہ رسالت محمدی پر ایمان لانے والے مومنین کی نشانیاں اور علامات بھی تورات اور انجیل میں بیان کی گئی ہے۔

"اسی طرح نسب مبارک رسول کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے یہودیوں کے اس قول کا رد کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسحاق کو ذبح کیا تھااللہ کے یہودی نظریہ کا رد کرتے ہوئے دلائل کے ساتھ ثابت کرتے ہیں کہ ذبیح اسماعیل نے ناکے اسحاق اس سلسلہ میں شیخ شعراوی، الکتاب المقدس،التوین،۱۶:۱۶،التوین،۲:۵اور التوین ۱۶:۳:۴ کے اقتباسات نقل کرکے اسماعیل علیہ السلام کے ذبیح ہونے پر استدلال کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ کے دعوی کے مدلل کا علمی رد کرتے ہیں۔"(2)

مستشرقین کا رد

تحریک استشراق جب سے معرض وجود میں آئی ہے۔اسی وقت سے علمائے اسلام نے اسلام، حضورﷺ ،قرآن وحدیث پہ معاندانہ اور متعصبانہ اعتراضات وسوالات کے خالص علمی و تحقیقی انداز میں جوابات دے کر مستشرقین کا رد کرتے ہوئے دین اسلام کے دفاع کا فریضہ ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں بھرتی۔علماء اسلام کی یہ مساعی تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے۔

شیخ محمد متولی الشعراوی کا شمار بھی ماضی قریب کے ان علماء و مفسرین میں ہوتا ہے۔جنہوں نے ٹھوس علمی دلائل کے ساتھ مستشرقین کی طرف سے پھیلائے گئے شکوک و شبہات اور اٹھائے گئے اعتراضات کا رد کرتے ہوئے اپنی زیر نظر تفسیر اور دیگر علمی شاہپاروں میں بڑی عمدگی کے ساتھ دیئے ہیں۔مثلاً سورۃ الفیل میں مذکور ابرہمہ مکہ مکرمہ پر لشکر کشی اور اس کے عبرت ناک انجام کو بیان کرتے ہوئے حضورﷺ کو یوں مخاطب کیا گیا ہے:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ(3)

---

(1)الشعراوی،ج7،ص4385

(2)ایضا،ج2،ص4385

(3)الفیل،01/105

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا"

بعض مستشرقین کہتے ہیں کہ قرآن میں آیت طعنہ دینے کے لیے اتاری گئی ہے۔اللہ تعلای کا قول ہے ﴿أَلَمْ تَرَ﴾ حالانکہ حضور ﷺ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی ہے۔آپ ﷺ نے تو یہ واقعہ نہیں دیکھا تھا کیونکہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر چند دن یا چند ماہ تھی اتنی کم عمری میں آپ ﷺ اس واقعہ کو کیسے دیکھ سکتے تھے ؟اگر اللہ تعال ی یہ فرماتا۔الم تعلیم " تو ہم کہہ سکتے تھے کہ آپ ﷺ نے کسی سے اس واقعہ کے متعلق علم جان لیا ہوگا چونکہ علم ایک دوسرے سے سیکھا جاتا ہے۔ایسا کہنے کی بجائے اللہ تعالی نے﴿ أَلَمْ تَرَ ﴾ یعنی کیا تونے نہیں دیکھا؟ چونکہ قرآن نے یہ نہیں فرمایا اس لیے قرآن کی بیان کردہ یہ بات درست نہیں ہے۔

شیخ امام شعراوی اس اعتراض کا جواب یوں دیتے ہیں :

"ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک ایمانی قضیہ ہے۔چو کچھ اللہ تعالی فرماہاہے "ایک بندہ مومن کی نسبت سے رؤیہ صادقہ ہے قران وہ مکرم ہے جس کی تلاوت کے ساتھ قامت عبادت کی جاتی رہے گی۔اس اللہ تعالی کے ارشاد ﴿الم تر﴾ کا معنی ہے کہ ہر مومن جو آیت کی تلاوت کرے گا اس کو یہ رویت حاصل ہوگی۔چونکہ یہ رویت ایمانی ہے اس لیے یہ آنکھ کی رویت سے بڑھ کر سچی ہے۔اس لیے کہ آنکھ کبھی دیکھنے والے کو دھوکا بھی دے دیتی ہے لیکن بندہ مونب کا دل اس کو کبھی دھوکا نہیں دیتا۔اس لیے مستشرقین کا یہ اعتراض کرنا غلط ہے۔"(1)

تفسیر الشعراوی کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری کا جابجا یہ اسلوب نظر آتا ہے ذیل میں یہ مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

سورۃ ھود کی آیت نمبرے میں تخلیق ارض و سماء میں جو " فی ستۃ ایام " فرمایا گیا ہے۔اس پر بعض مستشرقین نے اعتراض کیا ہے۔اس میں تعارض ہے۔اس لیے کہ دوسری جگہ سورۃ فصلت میں مذکورہ ایام کو جمع کرنے سے " ثمانیہ ایام " بنتے ہیں۔لہذا دونوں میں تعارض پایا جاتا ہے۔شیخ شعراوی نے بڑے ہی مدلل انداز میں اس اعتراض کا رد کرتے ہئوے واضح کیا ہے کہ آیات قرآن میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ یہ معترض کی تنگ نظری اور متعصبانہ فکر کا غلط نتیجہ ہے۔(2)

سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۲ کی روشنی میں قرآن کی ہیت سے متعلق مستشرقین کے اعتراض کا رد کیا ہے۔(3)

---

(1)الشعراوی،ج1،ص86-87

(2)الشعراوی،ج10،ص4223

(3)ایضا،ج11،ص6824

سورۃ النحل کی آیت نمبر ۸۹ کی تفسیر میں حجیت حدیث کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے امام محمد عبدہ (۱۸۲۹۔۱۹۰۵ء) کا بارلس میں ایک مستشرقین کے ساتھ اسی مسئلہ پر ہونے والا مکالمہ بھی اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔(1)

سورۃ القصص کی آیت نمبر ۷۷ کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ مستشرقین آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کا سطحی مطالعہ کرتے ہیں اور اس وھم کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ان میں تعارض پایا جاتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے ان کا علمی رد کرتے ہیں۔(2)

سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۵۴ تم کسی چیز کو چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ اللہ تعالی ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ ہر ایک مستشرقین کے اعتراض پر اس کا ہر علمی و عقلی رد کر کے قرآن مجید کی حقانیت و صداقت کو واضح کیا گیا ہے۔(3)

فروق لغویہ

امام شعراوی کا اپنی اس تفسیر میں ایک مستقل اسلوب بیان یہ بھی ہے کہ وہ جب ضرورت ضبط حروف (کسی کلمہ کے حروف کی حرکت سے) پیدا ہونے والے معنوی فرق کو بھی مثالوں کے ذریعہ واضح کرتے ہیں تاکہ قاری اس کی حکمت اور معنوی تبدیلی سے حاصل ہونے والے فائدہ سے کماحقہ آگاہ ہو سکے، مثلا (المائدہ:۸) کی تفسیر کرتے ہوئے کلمہ "قسط" کی بحث میں لکھتے ہیں:

> "القسط" سے بہت سے مشتقات آتے ہیں اور ایسے الفاظ میں سے ہے جو کبھی عدل پر دلالت کرتا ہے اور کبھی جور یعنی ظلم پر دلالت کرتا ہے اور یہ کبھی امر پر اور کبھی اس کی نقیض یعنی نہی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔قسط ،یقسط،قسطاً ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے۔عدل کرنا اور کبھی اس کا مصدر قسط یقسط قسطاً بھی آتا ہے تو اس وقت اس کا معنی جار، ظلم یعنی اس نے ظلم و ستم کے آتے ہیں۔اللہ تعالی کے ارشاد﴿ أَمَّا الْقَاسِطُونَ ﴾(الجن:۱۵) کا معنی ہے۔﴿ شُ هـ دَا بِالْعَدْلِ ﴾اور﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴾(المائدہ:۴۲) میں مقسط کی جمع ہے اس میں ہمزہ کے لیے ہے۔اور اس کا معنی ہے اقسط ای ازال الظلم والجور کہ اس نے ظلم وجور کا ازالہ کیا۔"(4)

---

(1)ایضا،ج13،ص8149

(2)ایضا،ج18،ص11019

(3)ایضا،ج19،ص12138

(4)الشعراوی،ج5،ص2959

ربط بین الآیات

اکثر مفسرین کی طرح امام شعراویؒ کا اسلوب تفسیر بھی یہ ہے کہ آپ آیاتِ قرآنی کے تفسیری نکات کو بیان کرنے سے پہلے زیر بحث آیت اوراس کے ماقبل آیت کے درمیان باہمی ربط کو واضح کرتے ہیں۔ یوں قاری تفسیر شعراوی کا مطالعہ کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ کلام مجید کوئی بے ربط کلام نہیں بلکہ اس کے ہر جملہ ہر آیت کے اندر ایک لطیف و حسین ربط پایا جاتا ہے۔ جو اپنے ارتباط اور حسن کلام کی لذت کے باعث قاری کو اپنے حصار میں لیے رہتا ہے اور وہ مستی کے عالم میں روحانی مدارج طے کرتا جاتا ہے۔ مثلاً سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۵۲ میں ہے۔ ﴿ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ کہ یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم حق کے ساتھ آپ پر تلاوت فرماتے ہیں اور بے شک آپ ضرور رسولوں میں سے ہیں۔(1) اور اس سے اگلی آیت ہے ﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ﴾ درجات یہ سب رسول ہیں۔ ان سب رسولوں میں سے ہم نے بعض کے بعض پر فضیلت دی ہے۔ اس میں سے بعض سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعض کو (بے شمار درجوں کی) بلندی عطا فرمائی،(2)

آیت نمبر ۲۵۲ میں آیات اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾، اس کے بعد آیت نمبر ۲۵۳ میں فرمایا: ﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴾، امام شعراوی ان دونوں آیات کے درمیان ربط کے متعلق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "انبیاء سابقین اور اقوام سابقہ کے واقعات کو آیات اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ یہ آیات حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ یہ شیطان کے القا کرنے سے نہیں اتریں اور نہ جادوگروں اور کاہنوں کی تحریف ہیں اور نہ یہ شعر و شاعری ہے۔ ان واقعات کو آیات اللہ قرار دینے کے بعد فرمایا کہ بے شک آپ ضرور رسولوں میں سے ہیں۔ آپ نے سابقہ رسولوں کے یہ جو واقعات بیان فرمائے ہیں جن کی تصدیق اس زمانے کی آسمانی کتابوں میں موجود تھی۔ ان واقعات کے موقع پر آپ ﷺ نے کسی مکتب میں جا کر پڑھنا نہیں سیکھا۔ نہ علمائے اہل کتاب سے آپ نے یہ واقعات سنے نہ کسی شخص نے ان میں سے کوئی بات آپ ﷺ کو بتائی۔ اس کے باوجود جب آپ نے بغیر پڑھے اور سنے ان واقعات کو بالکل درست بیان فرما دیئے ہیں تو یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اللہ نے وحی کے ذریعہ آپ کو ان سے مطلع فرما دیا اور اس نے اپنا کلام آپ ﷺ پر نازل فرمایا۔"

---

(1) تبیان القرآن، ج 1، ص 888

(2) تبیان القرآن، ج 1، ص 895

آپ ﷺ نے تجارتی سفر کئے اور ان میں لوگوں نے آپ ﷺ رفاقت بھی اختیار کی اگر وہ یہ دیکھتے کہ حضرت محمد ﷺ نے فلاں کی مجلس اختیار کی اور اس نے آپ ﷺ کو کچھ چیزیں سیکھائی ہیں تو وہ ضرور اس بات کو عام کرتے کہ محمد ﷺ نے فلاں کی ہمنشینی اختیار کی اور اس سے علم حاصل کیا۔ لیکن ایک نے بھی ایسا نہیں کہا۔ کیونکہ ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہی نہیں۔ بلکہ جب مشرکین کی طرف یہ کہا گیا کہ آپ ﷺ ایک نوجوان سے ان واقعات کا علم حاصل کرتے ہیں تو اس پر اللہ تعلای نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ(1)

"اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ (کفار و مشرکین) کہتے ہیں کہ انہیں یہ (قرآن) محض کوئی آدمی ہی سکھاتا ہے، جس شخص کی طرف وہ بات کو حق سے ہٹاتے ہوئے منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن واضح و روشن عربی زبان (میں) ہے"

یہ فرما کر مشرکین کے اعتراض کو رد کر دیا اور بتایا ہے کہ ان تمام سابقہ واقعات کا علم آپؐ کو بذریعہ وحی عطا کیا گیا ہے۔(2)

﴿ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴾اور﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ ﴾ میں تعلق واضح کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ:

"پڑھنے والے کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ آیا یہ تمام نبی اور رسول درجہ اور مرتبہ میں برابر ہیں یا ان میں درجات و مراتب کا فرق ہے؟ نہیں تمام انبیاء ورسل نفس نبوت و رسالت میں تو برابر نہیں ہیں۔ مگر مقام و منزلت کے اعتبار سے کسی کو منزلۃ عامہ اور کسی کو فضیلت میں منزلۃ خاصہ حاصل ہے۔ بے شک سب اللہ کے رسول ہیں مگر حق اللہ نے مقام و منزلت میں انہیں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تو قول باری تعالی ﴿اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ کے مطابق سید نا رسول اللہ ﷺ اور باقی رسول منزلت رسالت میں برابر ہیں یہ منزلۃ عامہ ہے اور بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہونا یہ منزلت خاصہ ہے۔ (جیسا کہ آپ ﷺ خاتم النبین ہیں۔)"(3)

(1) النحل،103/16

(2) الشعراوی، ج2، ص1066

(3) ایضا/۱۰۷

عربی شاعری سے استشہاد

جدید عرب مفسرین مین سے شیخ محمد متولی الشعراوی کا ایک امتیاز یہ ہے کہ کلمات قرآن کی لغوی تحقیق اور قرآن مجید کے مطالب کے ابلاغ و تفہیم کے لیے موقع و محل کی مناسبت سے قدیم وجدید شعراء کے کلام سے استشہاد کرتے ہوئے بکثرت اشعار استعمال کرتے ہیں۔اس اسلوب بیان سے ان کے ادبی ذوق، فن شاعری میں مہارت اور فہم مطالب میں دقت نظری کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مفسر شعراوی نے پوری تفسیر میں عرب شعراء کے سینکڑوں اشعار لکھتے ہیں۔ مثلا سورۃالمومنوں کی آیت :۱۷ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے شیخ شعراوی نے الشاعرالحبیبہ کا ایک قصیدہ کے خلق سے متعلق نقل کرتے ہیں۔(1)

اسی طرح سورۃ الحج کی آیت :۱۹ میں مختلف شعراء کے اشعار نقل کئے ہیں۔ جس میں الشریف الرضی (۲۵۹-۴۰۶ء) کے اشعار بھی شامل ہیں۔(2)

اسی طرح شیخ شعراوی نے پوری تفسیر میں عرب کے قدیم وجدید شعراء کے کلام سے قران مجید کے مفردات کے تعین، مطالب قرآن کی تفہیم، قرآنی بلاغت کی وضاحت کے لیے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں اشعار پیش کئے ہیں۔یوں ان کے اس طریق بیان سے ان کا ادبی ذوق اور شعر فہمی کی مہارت نمایاں ہوکر سامنے آتی ہے اور تفسیر کا قاری بھی ادبی شرینی سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

کلام اقبال سے استفادہ

علامہ اقبال (م:۱۹۳۸ء) اگرچہ سرزمین برصغیر سے تعلق رکھتے تھے مگر ان کا کلام اسلام کے عالمگیر آفاقی پیغام کا آئینہ وار ہونے کی وجہ سے عرب و عجم میں نہیں بلکہ مغرب و یورپ اور دنیا کے دیگر براعظموں میں یکساں مقبول ہے۔یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے دانشور اور مسلم مفکرین اقبال کے افکار میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ شیخ محمد متولی کا شمار بھی ماضی قریب کے معروف مسلم مفکرین،اہل دانش اور روشن فکر مفسرین میں ہوتا ہے۔اس لیے مصر کے دیگر اہل علم اور اصحاب فکر و نظر کی طرح امام متولی کا بھی فکر اقبال سے متاثر ہونا ایک بدیہی بات ہے۔

---

(1) ایضا/ص 10097

(2) ایضا،ج16،ص9760

امام محمد متولی الشعراوی کی تفسیر کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ شیخ محمد متولی نہ صرف اقبال سے متاثر تھے بلکہ وہ فکر اقبال کے مبلغ بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی اس تفسیر میں بعض مقامات پر اقبال کے اشعار کو بھی نقل کیا ہے۔ مثلاً آیت مبارکہ

قُلْ إِنَّمَا يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ(1)

"فرمادیجئے کہ میری طرف تو یہی وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود فقط ایک (ہی) معبود ہے، تو کیا تم اسلام قبول کرتے ہو"

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام محمد متولی شعراوی لکھتے ہیں کہ :

"اللہ تعالی کی وحدانیت والوہیت پر ایمان رکھنا ہمارے لیے باعث فخر واعزاز ہے۔"

بقول انشاء الاسلامیہ محمد اقبال:

و السجود الذی تجتویہ
من الوف السجود فیہ نجاۃ (2)

پھر شیخ شعراوی، سورۃ الحجر کی آیت ۹۸ کی تفسیر میں اقبال کا ایک شعر لاتے ہیں:(3)

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات (4)

نحوی مسائل کا بیان

قرآن فہمی کے لیے علوم عقلیہ میں سے علم النحو میں مہارت کا بڑا کردار ہوتا ہے۔ امام شعراوی کی زیر نظر تفسیر کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ جب کسی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں تو موقع ومحل کی مناسبت سے حسب علم النحو سے متعلق امور کو بھی زیر بحث لاتے ہیں۔ اس طرح ایک قاری کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ ذیل میں اس کی صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

---

(1)الانبیاء،108/21

(2)الشعراوی،ج16،ص9676

(3)ایضا،ج13،ص7789

(4)ایضا،ج13،ص7789

سورۃ الانبیاء کی آیت کریمہ

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ(1)

"اگر ان دونوں (زمین وآسمان) میں اللہ کے سوا اور (بھی) معبود ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہو جاتے، پس اللہ جو عرش کا مالک ہے ان (باتوں) سے پاک ہے جو یہ (مشرک) بیان کرتے ہیں"

میں ﴿ إِلَّا اللَّهُ ﴾ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الا حرف استثناء ہے جو اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم سے نکال دیتا ہے جیسے جب نحویہ کہے: جاء القوم الا محمد، تو اس کا معنی ہے کہ آپ نے قوم کے حکم سے محمد کو خارج کر دیا۔ اس بنا پر اگر ہم آیت کا معنی یہ کریں کہ لوکان فیهما الهة الا الله لفسدتا، یعنی اگر یہاں کوئی اور الہ ہوتا اور اللہ تعالی اس سے خارج ہوتا تو ضرور آسمانوں اور زمین میں فساد برپا ہو جاتا۔

جب یہاں آیت میں الا حرف استثناء نہ ہو بلکہ اسم بمعنی غیر ہو تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ اگر اللہ کے سواء کوئی اور معبود ہوتا تو دونوں میں ضرور فساد واقع ہوتا۔ اس بات نے منع کر دا کہ یہاں کوئی اللہ کا شریک ہے۔"(2)

دوسری مثال ملاحظہ ہو کہ سورۃ المنافقون کی پہلی آیت میں المنافقون جمع مذکر سالم جاؤک کا فاعل ہونے کہ وجہ سے مرفوع ہے اور اسی آیت میں "ان" کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کی حکمت واضح کرتے ہوئے امام شعراوی لکھتے ہیں:

"منافق کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ سچا ہے لیکن اللہ تعالی جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ وہ منافقوں کے معاملہ کو رسول ﷺ پر ظاہر کرتے ہوئے فرماتا اور اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تحقیق منافق یقینا جھوٹے ہیں۔ تو اللہ کے اس فرمان سے منافقوں کی گواہی اور ان کی زبان میں موافقت ہو گئی جس کو اللہ جانتا ہے۔ ان کا زبانی قول جو کچھ ان کے دلوں میں ہے کا مخالف ہے۔ پس اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ منافق یقینا جھوٹے ہیں اور اللہ تعالی ان کی شہادت میں بھی ان کے جھوٹ کو جانتا ہے۔ اس لیے کہ شہادت حق وہی ہوتی ہے جس میں زبان دل کے موافق ہو۔"(3)

---

(1)الانبیاء، 22/21

(2)الشعراوی، ج15، ص9507

(3)ایضا/ص2918

معاشرتی اصلاح

تفسیر الشعراوی کا مطالعہ کرتے ہوئے مفسر الشعراوی کے اسلوب بیاں کا یہ پہلو بھی سامنے آتا ہے۔ وہ تفسیر قرآن کے ذریعہ معاشرتی اصلاح کرنے کا جذبہ صادقہ ہے۔ جس کے مظاہر ہمیں پوری تفسیر میں جانجا پڑھنے کو ملتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مفسر علام قرآنی نص پر پورے احترام کے ساتھ اعتماد کرتے ہوئے اس کو جدید اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی مسائل کے ساتھ مربود کرتے تھے۔ بالخصوص معاشرتی اصلاح کا پہلو ہمیشہ پیش نظر رہتا تھا۔

تفسیر شعراوی کا قواعد تفسیر کی روشنی میں علمی مقام

شیخ شعراوی کا شمار ان جلیل القدر مفسرین میں سے ہوتا ہے جنہوں نے اپنے علم و فضل اور تحریر و تقریر کے ذریعے سے قرآن فہمی کو عام کیااور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے مساعی جمیلہ انجام دیں۔آپ نے بطور مفسر وخطیب مذہبی تعصبات سے بالاتر ہو کر فہم قرآن کو عام کرنے کے لیے انتھک کوششیں کیں۔

قرآن مجید کی تفاسیر میں لغوی پہلو کو خاصی اہمیت حاصل رہی ہے اور ہر مفسر کا زیادہ رجحان عربی قواعد کی رعایت کرتے ہوئے فہم نص کو لوگوں کے لئے واضح کرنا تھا پھر آہستہ آہستہ تفسیر قرآن میں لوگوں کی اصلاح کے پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کا رجحان عام ہوا جس کی بہترین مثالیں تفسیر المنار اور تفسیر فی ظلال القرآن ہیں۔ تفسیری ادب میں شاندار اضافہ ہے کیونکہ اس کا دائرہ ایک مخصوص طبقے تک محدود نہیں تھا تفسیر شعروی کی عالمی اہمیت درج ذیل نکات میں ظاہر ہوتی ہے

ا. پہلی مکمل صوتی تفسیر

تفسیر شعراوی کی امتیازی حیثیت اس کی صوتی تفسیر ہونا ہے جس کی وجہ سے اس کا دائرہ اتنا وسیع ہو گیا کہ وہ لوگ جو مطالعہ کی فرصت نہیں رکھتے تھے یا وہ پڑھنا ہی نہیں جانتے تھے وہ بھی اس سے استفادہ کرنے لگے شیخ شعراوی جانتے تھے کہ ان کے کے متعین میں ہر طبقے کے لوگ موجود ہیں اس لئے انہوں نے ایسا منفرد اسلوب اختیار کیا ہر عام و خاص کے قرآن فہم آسان ہو گیا یا اور لوگ قرآن کے ساتھ قلبی تعلق کے ساتھ جڑ گئے گئے

ڈاکٹر احمد کمال ابوالمجد کہتے ہیں:

"شیخ شعراوی کے وصف میں اس سے بہتر کوئی وصف نہیں ہو سکتا کہ وہ اس زمانے کے لوگوں کے لئے قرآن مجید کے ترجمان تھے۔"

ڈاکٹر محمد رجب بیومی شیخ شعراوی کی تفسیر منہج کے حوالے سے کہتے ہیں:

"شیخ شعراوی کا تفسیری منہج ایسا تھا جیسا استاذ کا سبق کو سمجھانے کا ہوتا ہے اور شاعری بہترین مثال تھے دین کی دعوت پھلانے والوں کے لئے آپ کی تفسیر سے ہر عام وخاص برابر استفادہ کرتا تھا۔"

شیخ شعراوی کی تفسیر قرآن میں ایک اور منفرد خصوصیت تھی کہ اس میں علم و معرفت کے بیان میں تسلسل قائم رہتا تھا۔ عموما جو خطیب بہترین آغاز کرتا ہے آخر تک وہ علمی معیار کا تم نہیں رکھ پاتا کہیں شیخ شعراوی پورے درس کے دوران ان تسلسل کے ساتھ علم و حکمت کے موتی نچھاور کرتے تھے۔

II. سادہ اور عمیق فہم کے درمیان شاندار موازنہ

شیخ شعراوی جانتے تھے کہ ان کے سامعین میں ایسے لوگ کثرت سے شامل ہیں جو علمی اور فنی اصطلاحات سے نہ واقف ہیں اور ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو دینی علوم کے ماہر ہیں۔ اس لئے شیخ شعراوی نے تفسیر قرآن میں ایسا اسلوب اختیار کیا جو سادگی اور عمق فکری کا حسین امتزاج تھا۔

III. قرآن کے معنی کو روزمرہ زندگی کے ساتھ مربوط کرنا

شیخ شعراوی نے دین اور دنیا کو اپنی تفسیر میں خوبصورت انداز میں جوڑا ہے۔ قرآن مجید کی آیات جو عبادات سے متعلق ہیں ان کی تفسیر میں دنیاوی فوائد سے بھی ملایا ہے تاکہ اس کی رغبت میں اضافہ ہو اسی طرح لوگوں کے معاشرتی مسائل کا قرآن مجید کی روشنی میں حل میں پیش کیا ہے۔ شیخ شعراوی جس آیت کی تفسیر کرتے ہیں اس کے تمام پہلوؤں تفصیل سے بیان کرتے ہیں، اس کے مضامین بلاغی پہلو کو واضع کرتے ہیں اور اس امر کی رہنمائی کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے لیے اس آیت میں استفادہ کرنے کی کیا صورتیں ہیں؟ مثال کے طور پر جب آیت ربٰی کی تفسیر کرتے ہوئے ربٰی کی تعریف، انواع کی شرعی تعریف، آیت کے نحوی وبلاغی پہلو واضح کرتے ہوئے آخر میں اقتصادی طور پر ربٰی کی تباہ کاریوں کو بیان کرتے ہیں کہ ربٰی کس طرح سے مالی تور پر کمزور لوگوں کے استحصال کی بدترین صورت ہے؟

ڈاکٹر رجب بیومی تفسیر شعراوی کا علمی مقام بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں!

"تفسیر شعراوی کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید کو لوگوں کے امور زندگی کو منظم کرنے والی کتاب کے طور پر پیش کیا ہے آپ نے قرآن مجید کے قیامت تک آنے والے لوگوں کے مسائل کے حل میں رہنمائی کرنے والی کتاب کے طور پر پیش کیا ہے کہ صرف اسی کے ذریعے امور دنیا بہتر انداز میں چل سکتے ہیں۔ آپ قرآن مجید کی آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے تھے خواہ وہ امور معاشی زندگی سے متعلق ہو یا معاشرتی۔"

ہم دیگر تفاسیر میں صرف، نحو، بلاغت، علم الکلام، قصص قرآنی، تاریخ، فقہ اور اصول فقہ کے مباحث پاتے ہیں لیکن وہ پہلو جن کے ذریعے دلوں کو نور ملے اور نفس انسان شہوانی خواہشات سے دور ہے یہ اہتمام تفسیر شعراوی میں ملتا ہے۔

شیخ شعراوی پہلے معاشرتی بگاڑ کے اسباب کی کھوج لگاتے ہیں اور پھر قرآن مجید سے اس کی اصلاح پر روشنی ڈالتے ہیں شعراوی کے نزدیک معاشرتی بگاڑ کے اہم اسباب درجِ ذیل ہیں:

- عورتوں کا کام کی غرض سے اجنبی مردوں سے اختلاط۔
- انتقام لینے کا جذبہ۔
- گداگری۔
- لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانا۔
- محرب اختلاف موسیقی کا عام ہونا۔
- میاں بیوی میں طلاق ہونے کے بعد اولاد سے غفلت برتنا۔
- والدین کا اولاد کی تربیت میں توجہ نہ دینا۔
- عورتوں کا متبرج ہونا شرعی پردے کی خلاف ورزی کرنا۔
- جھوٹ کا روزمرہ زندگی میں عام ہونا۔

شیخ شعراوی نے ان مسائل کا شافی حال اسلامی تربیت کو قرار دیا اور قرآن مجید سے رہنمائی بھی دی۔ حکومت، محافت، اصلاحی جماعتیں، اور والدین کو بھی اسلامی تربیت پر خصوصی توجہ دینے کی طرف توجہ مبذول کروائی۔

کائنات کی مشاہداتی نشانیوں اور قرآن مجید کی متلو آیات میں تطبیق

تفسیر شعراوی کی ایک اور منفرد خصوصیت یہ ہے کہ امام شعراوی وجود آفاق اور کائنات رات میں موجود ۔نشانیوں کے ذریعہ سے وجود باری تعالیٰ ثابت کرتے ہیں ان کے بارے میں سوال فطری ہے اس لیے قرآن مجید نے وجود باری تعالی پر مادی دلائل دیے ہیں جیسا کہ شیخ شعراوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَى مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا(1)

---

(1)الکہف،42/18

اور (اس تکبّر کے باعث) اس کے (سارے) پھل (تباہی میں) گھیر لئے گئے تو صبح کو وہ اس پونجی پر جو اس نے اس (باغ کے لگانے) میں خرچ کی تھی کفِ افسوس ملتارہ گیا اور وہ باغ اپنے چھپروں پر گرا پڑا تھا اور وہ (سراپا حسرت و یاس بن کر) کہہ رہا تھا: ہائے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتا (اور اپنے اوپر گھمنڈ نہ کیا ہوتا)

یہ آیت اللہ تعالی کی قدرت پر مضبوط دلیل ہی انسان جب کوئی فصل اگاتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لیے تمام اسباب پیدا کرتے ہیں۔

پانی، کیمیکلز، اور بہترین زمین موجود ہوتی ہے پھر اچانک آفت آتی ہے اور تمام فصل کو تباہ کر دیتی ہے، جس سے پتہ چلا کہ فصل صرف اسباب سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ قدرت الہی کن کی مرہون منت ہے جو تمام اسباب سے بالا تر ہے۔

شعراوی صرف نباتات کے ذریعے سے ہی قدرت الہی کو ثابت نہیں کرتے بلکہ انسان، حیوان، سورج، چاند، ستارے اور سمندروں سے بھی وجود باری تعالی پر استدلال کرتے ہیں۔

قرآن اور اس کے اعجاز کا خصوصی اہتمام

معاصر مفسرین نے چودھویں صدی کے آغاز میں مسلمانوں کی فکری، عقدی، معاشرتی و معاشی تنزلی کے اسباب اور ان کے حلول پر خصوصی توجہ دی جس کی وجہ سے قرآن مجید کے بلاغی اور اعجازی پہلوؤں پر توجہ نہ دی جا سکی اور وہ مفسرین اس میں معذور بھی تھے کیونکہ مسلمان ہر سطح پر شدید تنزلی کا شکار تھے۔ شیخ شعراوی نے ان پہلوؤں کا بھی احاطہ کیا اور ساتھ ساتھ قرآن مجید کے بلاغی اور اعجازی پہلوؤں کو بھی شاندار اسلوب میں بیان کیا۔

خلاصہِ بحث:

مقالہ میں تفسیر الشعراوی کے منہج واُسلوب میں چند امتیازی پہلوؤں اور خصائص کا ذکر کیا گیا ہے۔ موجودہ دور میں مختلف طبقاتِ زندگی کو قرآنی تعلیمات کی طرف راغب کرنے اور داعیہِ عمل پیدا کرنے کے حوالے سے شیخ محمد متولی الشعراوی نے اپنی تفسیر کی صورت میں ایک اہم خدمت سرانجام دی ہے۔ اس تفسیر کے ذریعے سے متنِ قرآن میں تدبر و تفکر کو اساسی اہمیت دی گئی ہے۔ مفسرِ علام نے کوشش کی ہے کہ قرآنِ مجید میں رسالتِ محمدی ﷺ کے ابدی معجزہ ہونے کی حکمت اور بلاغی پہلوؤں کو عوام الناس اور شائقینِ علم کے سامنے لایا جائے۔ مفسر نے یہ بھی کوشش کی کہ افرادِ معاشرہ کے عقیدہ و فکر کی تہذیب اور اخلاق و عمل کی اصلاح کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ایک اُمت کی حیثیت سے اس طرف متوجہ کیا جائے کہ اجتماعی نظامِ حیات کو قرآن و سنت کی پیش کردہ تعلیمات کے عین مطابق کرنے سے ہی دنیوی و اُخروی کامیابی ممکن ہے۔

الفاظِ قرآن کے معانی و مطالب کی وضاحت کے لیے قرآن و حدیث اور اقوالِ صحابہ اور تابعین و اسلافِ اُمت کے اقوال کی طرف بہ کثرت رجوع کرنا مفسر کی اہم خصوصیت ہے۔

نتائجِ بحث:

مندرجہ بالا تحقیق کے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

- موجودہ دور میں شیخ محمد متولی کی تفسیر الشعراوی قرآن فہمی کی کلید ہے، جس کے ذریعہ سے قاری کو عام فہم انداز میں قرآنی تعلیمات کی سوجھ بوجھ کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔
- اِس تفسیر میں قرآن کو براہِ راست قرآن سے سمجھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ گویا تفسیر الشعراوی؛ ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کاایک عمدہ نمونہ ہے۔
- تفسیر الشعراوی اپنے دامن میں قرآن مجید کی موضوعاتی تفسیر کی اکثر خوبیوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔
- تفسیرِ قرآن بیان کرتے ہوئے مفسر نے احادیث نبویہ اور اقوالِ صحابہ سے بھی خوب استفادہ کیا ہے۔
- مشکلاتِ قرآنی کے حل میں مختلف احتمالات کے متقاضی کلماتِ قرآنی کی وضاحت میں لغت اور علم و ادب سے استفادہ کرتے ہوئے اُن احتمالات کا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆